مفتاح العاشقین

ملفوظات

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

Marfat.com

Marfat.com

مفتاح العاشقین

ملفوظات

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اُردو بازار لاہور

Marfat.com

111539

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

نام کتاب ——— مفتاح العاشقین

ملفوظات ——— حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

تصحیح و ترتیب ——— علامہ شمس الدین چشتی

کمپوزنگ ——— عبدالسلام/قمر الزمان رائل پارک لاہور

اشاعت ——— ۲۰۰۵ء

تعداد ——— ۶۰۰

قیمت ——— -/15 روپے

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ۔

اللہ تعالیٰ تجھے دونوں جہان میں نیک بختی عطا فرمائے۔ واضح رہے کہ یہ اسرار کے جواہر اور انوار پروردگار کے زواہر جہان کے برگزیدہ۔ نیکوں کے پیش رو سالکوں کے بادشاہ برہان العاشقین ختم المشائخ نصیر الحق والدّین (اللہ تعالیٰ آپ کی ذات بابرکات کو دیر تک زندہ رکھ کر آپ سے مسلمانوں کو مستفیض کرے) کی زبان مبارک سے سن کر دعا گوئے فقیر حقیر محب اللہ نے چند اوراق میں لکھ کر اس کا نام مفتاح العاشقین رکھا۔ جس میں دس مجلسیں ہیں۔

مجلس ۱- پیر و مرید کے بیان میں۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴

مجلس ۲- توبہ وغیرہ کے بیان میں۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۶

مجلس ۳- مشغولی کے بیان میں۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۹

مجلس ۴- فرض دائمی۔ ذکر جلی۔ ذکر خفی اور اس کی ماہیت کے بیان میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۱

مجلس ۵- اوقات نماز۔ فرض۔ نفل اوراد کے کے بیان میں۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۴

مجلس ۶- قرآن مجید کی تلاوت اور اسے حفظ کرنے کے بیان میں۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۸

مجلس ۷- محبت وغیرہ کے بیان میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹

مجلس ۸- سماع وغیرہ کے بیان میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۵

مجلس ۹- کھانا کھلانے کی فضیلت کے بیان میں۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۹

مجلس ۱۰- دنیا وغیرہ کی ترک کے بیان میں۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۱

جس روز بندہ خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور شرف ارادت سے مشرف ہوا۔ اس روز آپ کی مجلس میں شجرۂ طیبہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ جو نعمت

Marfat.com

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو آپ سے خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو۔ آپ سے شیخ الاسلام خواجہ مخدوم نصیر الدین چراغ دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز کو۔ وصلی اللّٰہ علٰی خیر خلقہٖ محمد والہ واصحابہ اجمعین ط پھر خواجہ صاحب نے اس شجرے کو مفصّل ومکمل بیان فرمایا۔ پھر میری طرف مخاطب ہوئے تو میں آداب بجالایا۔ پوچھا: اے درویش! تیرا نام کیا ہے؟ مجھے اس وقت حسب ذیل شعر یاد آیا جو عرض کر دیا۔

بندہ را نام خویشتن نبود　　　ہر چہ مارا لقب کند آنم

زبان مبارک سے فرمایا کہ واقعی مرد کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔ الحمد للّٰہ علٰی ذٰلِکَ ۔

مجلس ۱:

پیر و مرید کے بیان میں

جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا تو اس وقت مولانا محمد مساوی، مولانا منہاج الدین اور مولانا بدر الدین رحمتہ اللہ علیہم اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! راہ سلوک میں پیر اسے کہتے ہیں۔ جسے مرید کے باطن پر تصرف حاصل ہو۔ اور ہر لحظہ اور ہر گھڑی مرید کی ظاہری اور باطنی مشکلات کو معلوم کر کے حل کر سکے۔ اور اس کے آئینہ باطن کو صاف کر سکے۔ اگر یہ کام کرنے کی قابلیت اس میں ہے۔ تو پھر وہ پیر طریقت کہلانے کا مستحق ہے ورنہ ہیچ ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ صادق مرید اسے کہتے ہیں جسے جو کچھ پیر حکم کرے۔ بجالائے۔ اور جو کچھ اسے دکھائے وہی دیکھے۔ اور ہر وقت پیر کو حاضر و ناظر سمجھے۔ جو کچھ اس کے دل میں نیک یا بد خیالات گزریں۔ ان کا اظہار اپنے پیر سے کریں۔ تا کہ پیر اس کی ترتیب کر سکے۔ اگر مرید کے دل میں ذرّہ بھر بھی خیال پیر کے برخلاف ہو۔ تو وہ صادق مرید نہیں کہلا سکتا۔

Marfat.com

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! جب میں شروع شروع میں سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کا مرید ہوا۔ تو ایک روز میں حاضر مجلس تھا۔ اور مرید کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا تھا۔ کہ درویشوں اور عزیزوں میں مرید کو مولانا نصیر الدین محمود کی طرح عمدہ صلاحیت و قابلیت رکھنی چاہیے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں:

میان اہل ارادت نظر بہ پیر آمد — زہے روش کہ دریں راہ بے نظیر آمد
ضمیر روشن او ہر چہ کرد در عالم — بزد اہل دلاں جملہ حق پذیر آمد

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ مونس العاشقین میں لکھا ہے کہ مرید دو طرح کے ہوتے ہیں ایک رسمی' دوسرے حقیقی۔ رسمی مرید وہ ہے کہ پیر اسے تلقین کرے کہ دیکھی ہوئی چیزوں کو نا دیکھی ہوئی اور سنی ہوئی چیزوں کو نا سنی ہوئی سمجھنا اور سنت و جماعت کا پابند رہنا۔ اور حقیقی مرید وہ ہے جسے پیر تلقین میں فرمائے کہ تو سفر و حضر میں میرے ہمراہ رہنا یا تیرے ہمراہ رہوں گا۔

بعد ازاں زبان مبارک سے فرمایا کہ حقیقی مرید کی اور شرط یہ ہے کہ تین غسل ہر وقت کرتا رہے تا کہ حقیقی مرید کہلانے کا مستحق ہو سکے۔

اوّل شریعت کا غسل۔

دوسرا طریقت۔

تیسرا حقیقت کا۔

شریعت کا غسل یہ ہے کہ اپنے بدن کو جنابت وغیرہ سے پاک کرے۔ طریقت کا غسل یہ ہے کہ تجرد اختیار کرے اور حقیقت کا غسل یہ ہے کہ باطنی توبہ کرے۔

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ حقیقی مرید کی اور شرط یہ ہے کہ جو کچھ پیر فرمائے۔ اس پر فوراً یقین کرے۔ اور کسی قسم کا شک دل میں نہ لائے۔ کیونکہ پیر مرید کے لئے بمنزلہ مشاطہ ہے۔ جو کچھ وہ کہتا ہے۔ مرید کی کمالیت کے لئے کہتا ہے۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ کوئی شخص شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی

Marfat.com

کہ میں بیعت کی نیت سے آیا ہوں۔ اگر آپ قبول فرمائیں۔ فرمایا: مجھے منظور ہے۔ لیکن جو کچھ میں کہوں گا۔ اس پر عمل کرنا ہوگا۔ عرض کی بسرو چشم۔ پوچھا: کلمہ کس طرح پڑھتے ہو؟ عرض کی۔ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ خواجہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نہیں۔ اس طرح کہو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ شِبْلِیْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ مرید درست اعتقاد تھا۔ اس نے فوراً اسی طرح کہہ دیا۔ آپ نے فرمایا: اے عزیز! میں تو آنحضرت صلی اللہ وآلہ وسلم کا ادنیٰ چاکر ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ وآلہ وسلم ہی رسول اللہ ہیں۔ میں تو تیرا اعتقاد آزمانا چاہتا تھا۔

بعد ازاں سجدے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من سجد بغیر اللہ فقد کفر۔ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے سواء کسی اور کو سجدہ کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ نعوذ باللہ منھا۔ لیکن گزشتہ امتوں کے لئے والدین، پیر، استاد اور بادشاہ کو سجدہ کرنا مستحب تھا مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مبارک آیا تو استحباب سجدہ جاتا رہا۔ صرف مباح رہ گیا۔ جیسا کہ ایام بیض کے روزے پہلے فرائض میں داخل تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فرضیت نہ رہی۔ صرف استحباب رہ گیا۔ اسی طرح جب سجدے کا استحباب جاتا رہا۔ صرف مباح رہ گیا۔ سو ایسا سجدہ کرنے سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا۔

مجلس ۲:

توبہ وغیرہ کے بیان میں

جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تو اس وقت مولانا کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ، مولانا بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ اور عزیز حاضر خدمت تھے توبہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! سب سے عمدہ اور افضل توبہ اس وقت سمجھی جاتی ہے۔ جبکہ توبہ کرنے والا جس کام سے توبہ کرے۔ پھر اس کے گرد نہ بھٹکے۔ اگر اس قسم کی توبہ نہ کرے۔ تو وہ توبہ نہیں۔ بعد ازاں فرمایا کہ راہ سلوک میں توبہ اس وقت درست ہوتی

Marfat.com

ہے کہ تائب اگر مٹی کو چھوئے تو سونا ہو جائے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ جب شیخ الاسلام خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے توبہ کی۔ تو راہزنی میں جن جن لوگوں کا مال لوٹا ہوا تھا۔ بعض کو مال واپس کر دیا تھا۔ اور بعض سے معافی مانگی۔ ان میں سے ایک یہودی بھی تھا، جو کسی طرح راضی نہ ہوتا تھا۔ آپ نے اس سے معافی مانگی تو یہودی نے کہا: اگر پاؤں تلے کی مٹی مٹھی بھر لے کر اسے سونا بنا دے تو میں تجھ سے راضی ہو جاؤں گا۔ خواجہ صاحب نے فوراً پاؤں تلے سے مٹی نکال کر اسے دے دی جو فوراً سونا بن گئی۔ یہ دیکھ کر یہودی فوراً مسلمان ہو گیا اور کہا کہ فی الوقعہ تائب وہی ہوتا ہے جس کے ہاتھ لگنے سے مٹی بھی سونا ہو جائے۔ بعدازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ اے درویش! میں نے سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرّہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ توبہ چھ قسم کی ہوتی ہے: (۱) توبہ زبان، (۲) توبہ چشم، (۳) توبہ گوش، (۴) توبہ دست، (۵) توبہ پاء، (۶) توبہ نفس: پھر فرمایا کہ زبان کی توبہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ زبان کو تمام ناشائستہ باتوں سے دور رکھے۔ اور بیہودہ باتیں نہ کرے اور جو بات نہ کہنے کے لائق ہے اسے زبان سے نہ نکالے۔ نیز تازہ وضو کر کے دوگانہ شکر ادا کرے۔ اور قبلہ رخ ہو کر بارالٰہی میں عرض کرے کہ پروردگار! زبان کر برا کہنے کر برا کہنے سے توبہ عنایت کر اور اپنے ذکر کے سواء دوسری باتیں اس سے دور رکھ۔ بعدازاں فرمایا کہ اے درویش! شیخ الاسلام خواجہ معین الحق والشرع والدّین قدس اللہ سرہ العزیز کے رسالے میں نے لکھا دیکھا ہے کہ جب صبح صادق ہوتی ہے۔ تو ساتوں اعضاء زبان حال سے زبان کے روبرو فریاد کرتے ہیں۔ کہ اے زبان! اگر تو اپنے تئیں محفوظ رکھے گی تو ہم سلامت رہیں گے۔ اور اگر اپنے تئیں نہ سمجھے گی۔ تو ہم سب ہلاک ہو جائیں گے۔

بعدازاں فرمایا کہ شیخ الاسلام خواجہ عثمان ہارونی قدس اللہ العزیز اپنے رسالے میں لکھتے ہیں کہ انسان کے ہر ایک اعضاء میں شہوت اور حرص ہے۔ جو آدمی کے لئے حجاب کا سبب ہوتے ہیں جب تک ان شہوتوں اور حرصوں سے توبہ نہیں کرتا۔ وہ ہرگز ہرگز کسی مقام تک نہیں پہنچتا۔ وہ اعضاء یہ اوّل آنکھ۔ جس میں بینائی کی شہوت ہے دوسرے ہاتھ۔ جس میں چیز کو چھونے اور پکڑنے کی خاصیت ہے۔ تیسرے کان، جن میں سننے کی خاصیت

Marfat.com

ہے۔ چوتھے۔ ناک۔ جس میں سونگھنے کی صفت ہے۔ پانچوں خلق۔ جس میں چکھنے کی صفت ہے۔ چھٹے زبان جس میں کہنے کی صفت ہے۔ ساتویں بدن' جس میں چھونے کی صفت ہے۔ آٹھویں' ہوش وعقل۔ جس میں نیک وبد کی صفت رکھی گئی ہے۔ بعدازاں فرمایا کہ توبہ وہی اچھی ہے۔ جو موت سے پہلے کی جائے۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ۔ عجلوا بالصّلوٰۃ قبل الفوت وعجلوا بالتوبۃ قبل الموت ۔ یعنی نماز فوت ہونے سے پہلے ادا کرو۔ اور مرنے سے پہلے توبہ کے لئے جلدی کرو۔ بعدازاں زبانِ مبارک سے فرمایا کہ انسان کو چاہیے کہ آج کو غنیمت سمجھے۔ واللہ اعلم کل۔ اس قدر فرصت ملے یا نہ ملے۔ چنانچہ شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہے۔

الا امروز کارے کن کہ فردا رستگار آئی
بد یہا بیشتر کر دند نباشد ایں ز دانائی
چو عقبےٰ را بنماید در انصاف بکشاید
مبادا ایں ندا آید برد مارا نمے شائی
میارا از دیدگان باراں چو ہستی از گنہگاراں
نکردی کار ہوشیاراں مگر مجنون و شیدائی
گناہا نم ز پیوستہ دلم در گمرہی رفتہ
بگوا ے قصب دل خستہ چرا در رہ نمے آئی
تو در صفت گنہگاراں بمانی عاجز و حیران
بترس اے آخر ناداں ازاں افضاح درسوائی
چو گردی شاۃ ترکستان تراصد قصر وصد لبستان
بود جائے تو گورستان بتاریکی و تنہائی

جب خواجہ صاحب ان فوائد کو ختم کر چکے تو حجرے میں جا کر یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے اور میں اور لوگ واپس چلے آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ۔

Marfat.com

مجلس ۳:

مشغولی کے بیان میں

جب قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا تو مولانا العابدین، مولانا منہاج الدین اور عزیز حاضر خدمت تھے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اے درویش! طالب حق کو دن رات یاد حق میں مشغول رہنا چاہیئے۔ خواہ کسی حالت میں ہو۔ یادالٰہی سے غافل نہ ہو۔ اس واسطے کہ زندگی کے دم گنتی کے ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔

غافل راحتیاط نفس یک نفس مباش　　　شاید ہمیں نفس نفسِ واپسیں بود

جب تک دم میں دم ہے۔ کوشش کرتے رہو۔

پھر فرمایا: اے درویش! میں نے سلطان المشائخ نظام الحق والدّین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان گوہرافشان سے سنا ہے کہ یادالٰہی کے سات وقت ہیں۔ تین دن میں اور چار رات میں۔ دن میں حسب ذیل ہیں۔ صبح سے اشراق تک، اشراق سے چاشت تک، پھر عصر کی نماز سے شام کی نماز تک، اور رات میں حسب ذیل ہیں۔ شام کی نماز سے عشاء کی نماز تک، عشاء کی نماز سے تہجد کی نماز تک، تہجد کی نماز سے صبح کاذب تک اور صبح کاذب سے صبح صادق تک۔ پھر فرمایا کہ میں نے محبوب العاشقین میں لکھا دیکھا ہے کہ فارغ مشغول اسے کہتے ہیں جو ظاہر و باطن میں یادِالٰہی میں مشغول ہو۔ اور غیر حق سے فارغ ہو۔ جیسا کہ ایک بزرگ ہندی زبان میں فرماتے ہے۔

یہ جی پوتن کر رہوں لے ساجن کنبھ ناتھ
سہہ رس کیکو یہ سوں کسے لکھا دن ناتھ

بعدازاں فرمایا کہ اے درویش! شیخ الاسلام خواجہ یوسف چشتی قدس اللہ سرہ العزیز ایک رسالے میں لکھتے ہیں کہ اپنے اوپر پانچ چیزیں لازمی کرنی چاہئیں۔ تاکہ باطنی صفائی حاصل ہو۔ اوّل مسواک۔ دوم کلام الٰہی کا پڑھنا۔ اگر نہ پڑھ سکے تو سورۂ اخلاص پڑھے۔

Marfat.com

سوم۔ صائم الدہر ہو اگر اتنا نہ ہو سکے۔ تو ایام بیض کے ہی روزے رکھے۔ چہارم۔ قبلہ رخ بیٹھے۔ پنجم باوضو رہے۔ بعدازاں اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی کہ چار عالم کسے کہتے ہیں۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ راہ سلوک میں جو درویش ان چاروں عالموں سے باخبر نہیں۔ وہ درویش ہی نہیں۔ جھوٹ موٹ اپنے تئیں درویش کہلاتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے خرقہ بھی پہننا روا نہیں۔

بعدازاں فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام شیخ بہاؤ الدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز کے اوراد میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ وہ چار عالم یہ ہیں۔ ناسوت، ملکوت، جبروت اور لاہوت۔ پھر ہر ایک کی شرح یوں بیان فرمائی ہے کہ عالم ناسوت عالم حیوانات ہے۔ اور اس کا فعل حواس خمسہ سے ہے۔ جیسے کھانا، پینا، سونگھنا۔ دیکھنا اور سننا۔ جب سالک ریاضت اور مجاہدہ کرکے اس عالم سے گزرتا ہے۔ تو ان تمام صفات سے دوسرے عالم میں جسے عالم ملکوت کہتے ہیں۔ پہنچتا ہے۔ یہ عالم عالمِ فرشتگان ہے۔ اس کا فعل تسبیح تہلیل، قیام، رکوع اور سجود ہے۔ جب اس عالم سے گزرتا ہے۔ تو تیسرے عالم میں پہنچتا ہے۔ جسے عالم جبروت کہتے ہیں۔ یہ عالم روح ہے۔ اور اس کا فعل صفاتِ حمیدہ ہیں۔ جیسے شوق، ذوق، محبت، اشتیاق، طلب، وجد، سکر، سہو، مجد اور محو۔ جب ان صفات سے گزرتا ہے۔ تو عالم لاہوت میں پہنچتا ہے۔ جو بے نشان عالم ہے۔ اس وقت اپنے آپ سے قطع تعلق کرتا ہے۔ اسی کو لامکان بھی کہتے ہیں۔ یہاں پر نہ گفتگو ہے نہ جستجو۔ قولہ تعالیٰ اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۔ پھر فرمایا کہ اے درویش! عالم ناسوت نفس کی صفت ہے۔ عالم ملکوت دل کی صفت عالم جبروت روح کی صفت اور عالم لاہوت رحمان کی صفت ہے۔ پس ہر ایک میں اس کے مناسب حال و مقام ایک خاص صفت ہے۔ چنانچہ نفس اس جہان کی طرف مائل ہوتا ہے۔ جو شیطان کا مقام ہے۔ اور دل بہشت جاودان کی طرف مائل ہوتا ہے۔ روح رحمان اور پوشیدہ اسرار کا طالب ہوتا ہے۔ جو نفس کی متابعت کرتا ہے۔ وہ دوزخ میں جاتا ہے۔ جو دل کی تابعداری کرتا ہے۔ وہ بہشت حاصل کرتا ہے۔ جو روح کی متابعت کرتا ہے۔ اسے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ پھر مناسب موقعہ کے شیخ الاسلام شیخ شہاب الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی حسب ذیل رُباعی زبان مبارک سے فرمائی۔

Marfat.com

رباعی

اگر درہ تن روی مہیّا نا راست   دردِرِدل روی بہشت داراست
دردرِ رہِ جاناں روی جاناں خواہی   قصۂ چکنم حاصل است دیداراست

جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو نماز میں مشغول ہوئے۔ اور لوگ واپس چلے آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

مجلس ۴

فرائض دائمی - ذکر خفی - ذکر جلی اور اُس کی ماہیّت کے بیان میں

جب قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت مولانا بدرالدّین، مولانا منہاج الدّین میراں سید محمد اور دوسرے عزیز حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! سالک کو یہی سمجھنا چاہئے کہ اصلی زندگی وہی ہے۔ جو یاد حق میں گزرے۔ اور جو اس کے علاوہ ہے۔ وہ بمنزلہ موت ہے۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں۔ کل نفس یخرج بغیر ذکر اللہ فھو میت ۔ جو دم یادالٰہی کے بغیر گزرے۔ وہ مردہ ہے زندگی وہی ہے۔ جو یادحق میں گزرے۔ چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔

زندگی نتواں گفت حیاتے کہ مرا است
زندہ آنست کہ با دوست حیاتے دارد

پھر فرمایا کہ جب ایسی حالت ہے۔ تو یادِ حق سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔ بلکہ ہر وقت اور ہر مقام میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا چاہیے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَاذْكُرُ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۔ یعنی اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرو۔ پس اے درویش! حکم یوں ہے کہ دم بدم یادِ حق میں مشغول رہے اور کوئی دم بھی غفلت سے بسر نہ کرے۔ پھر حسب حال یہ شعر پڑھا۔

Marfat.com

خوش وقت آں کساں کہ ہمہ روز تا بہ شب
تسبیح دردشان است ہمہ دوست دوست دوست

بعدازاں فرمایا کہ اس قسم کی یاد دائم الفرض یہ ہے کہ ہردم لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـہِ کاذکر کرتا رہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔من لم یودالفرض الدا لم لن یقبل اللّٰہ فرض اتوقت ۔ یعنی جو شخص فرض دائمی ادانہیں کرتا۔اللہ تعالیٰ اس کے وقتی فرض کو قبول نہیں کرتا۔چار فرض وقتی یہ ہیں۔نماز،روزہ،حج اورزکوٰۃ۔پانچواں دائمی فرض لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔پس طالب حق کو اس دائمی فرض سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔چنانچہ شیخ الاسلام خواجہ مودود چشتی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

مزن بے یاد مولا یک نفس را　　　اگر درصومعہ یا ور کنشتی

پس انسان کو سانس لیتے وقت اور باہر نکالتے وقت ہر حالت میں ذاکر رہنا چاہیے۔تاکہ اس دائمی ذکر سے دل کی اصلاح ہو۔جیسا کہ حدیث شریف میں آیا بکل شی مصقلہ القلب ذکر اللّٰہ تعالیٰ یعنی ہر چیز کی کوئی نہ کرئی صقل کرنے والی چیز ہوتی ہے۔سودل کو صاف کرنے والی چیز ذکر الٰہی ہے۔

پھر فرمایا کہ بعض درویش ایسے بھی ہوتے ہیں۔جن کی زبان سالک ہوتی اوردل یادِ میں مشغول ہوتا ہے چنانچہ خود کانوں سے سن لیتا ہے۔فرمایا کہ میں نے سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ ذکر کی دو قسمیں ہیں۔ایک خفی۔دوسری جلی۔لیکن سالک کو پہلے جلی شروع کرنا چاہئے۔پھر خفی۔ذکر جلی زبان سے تعلق رکھتا ہے۔زبان سے ذکر جلی کر کثرت سے کرنی چاہیے تاکہ اس کی کثرت سے خفی حاصل ہو۔ذکر جلی کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تین مرتبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ کہےاور چوتھی مرتبہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے پھر فرمایا کہ ذکر کرتے وقت دونوں ہاتھ زانوؤں پر رکھےاور سر کو بائیں طرف سے دائیں طرف جنبش دے۔اور تصور یہ کرے کہ جو چیز حق تعالیٰ کے سوا ہے سب دل سے دور کردی ہے جیسا کہا یک بزرگ فرماتے ہیں۔

تا بجاروب لا نروبی دل را　　　نرسی در مقام الا اللّٰہ

Marfat.com

پھر دائیں طرف سے بائیں طرف جنبش دے۔اور لا الہٰ کہے اور الا اللہ کہتے وقت یہ تصور کرے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔پھر اسم اللہ کہے ذکر میں مشغول ہو جائے اور اس قدر ذکر کرے کہ اپنے کانوں سے سن لے۔یہ تو ذکر جلی کا طریقہ تھا۔اب ذکر خفی کا طریقہ کا طریقہ سنئے۔حضرت شیخ العالم خواجہ فرید الحق قدس اللہ سرہ العزیز لکھتے ہیں کہ ذکر خفی میں دم بند کر کے ذکر کرے۔جب تنگ ہو تو آہستہ سے ناک کی راہ سانس لے۔منہ پھر بھی بند ہی رکھے۔ایسے اشغال سے دل صف ہو جاتا ہے۔دم کی رکاوٹ آگ کی تنگی سے بھی بڑھ کر ہے۔جس سے دل کر ارد گرد کی غلاظتیں جل کر خاک سیاہ ہو جاتی ہیں۔اور دل صاف ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ یہ بات کم کھانے اور رات کو جاگنے سے حاصل ہوتی ہے۔میں نے پوچھا کہ کس قدر کھانا چاہئے۔فرمایا کہ ایک خدیث میں آیا ہے ینبغی السالك تقليل الطعام ۔یعنی سالک کو اعتدال سے کھانا کھانا چاہئے۔اگر دو روٹیوں کی بھوک ہو۔تو ایک کھائے۔اور اس قدر نہ کھائے کہ سستی پیدا ہو۔پھر فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے۔ان لحكمته لفی قلب انجائع و لو كان كافرًا لا سيمًا اهل الا يمان ۔یعنی بے شک حکمت بھوک کے کے دل میں ہوتی ہے۔خواہ وہ کافر ہی ہو۔خاص کر اہل ایمان میں زیادہ ہوتی ہے۔

پھر فرمایا کہ سالک کو روزہ رکھنا چاہیے۔کیونکہ روزے کی فضیلت بہت ہے۔پھر اسی موقعہ کے مناسب یہ فرمایا کہ شیخ الاسلام شیخ فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ سالک کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ جب تک وہ تزکیہ تصفیہ اور تجلیہ نہیں کرے گا۔وہ کبھی کسی مقام پر نہیں پہنچے گا۔اور درویشی کے جواہر اس میں ظاہر نہیں ہوں گے۔اس واسطے کہ یہ تزکیہ تصفیہ اور تجلیہ شریعت، طریقت اور حقیقت کے لئے ہوتا ہے۔تزکیہ نفس سے شریعت حاصل ہوتی ہے۔جو نماز ادا کرنے، روزہ رکھنے اور دم بدم ذکر جلی میں مشغول ہونے پر منحصر ہے۔تصفیۂ دل سے طریقت حاصل ہوتی ہے۔اور جو نماز ادا کرنے، روزہ رکھنے اور دم بدم خفی کرنے پر ہے۔

پھر زبان مبارک سے فرمایا کہ جب تجلیہ روح حاصل ہوتی ہے۔تو سات گوہر جو دلی

Marfat.com

خزانے میں ہیں۔ روشن ہوتے ہیں۔ پہلے گوہر۱ روشن ہوتا ہے۔ جس کی علامت یہ ہے۔ کہ موجودات کے کل وجود سے متنفر ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد گوہر۲ عشق ظاہر ہوتا ہے۔ جس کی علامت شوق، اشتیاق ورد، اندوہ، حیرانی اور بے خودی ہے۔ اور جس سے انسان اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتا ہے۔ پھر گوہر محبت۳ ظاہر ہوتا ہے۔ جس علامت دل کو محبت غیر سے خالی کرنا اور ہر حالت میں رضائے حق پر راضی رہنا۔ پھر گوہر سر۴ ظاہر ہوتا ہے۔ جس کی علامت مواہب الٰہی سے واردات کی آگہی ہے۔ پھر گوہر روح ۵ ظاہر ہوتا ہے جس کی علامت یہ ہے۔ کہ تمام چیزوں سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ جب انسان اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔ تو حقیقت سے انجام پر پہنچ جاتا ہے۔ اور انوار تجلی سے متصف ہو جاتا ہے۔ اور اٹھارہ ہزار عالمؑ کو اپنی دو انگلیوں میں دیکھتا ہے۔ جس میں قدرت حق کا تماشا کرتا ہے۔ اور جس قدر اس کے نصیب ہوتا ہے۔ اس دریا میں غواصی کرتا ہے۔ اور اپنی طاقت کے موافق اس سے نصیبہ ملتا ہے۔ انسان کو اس سعادت سے اپنے تئیں محروم نہیں رکھنا چاہئے۔ پھر حضرت سلطان المشائخ نے یہ اشعار زبان مبارک سے فرمائے۔

تو بآں راہ نرفتہ ازاں رہ نہ نمودند　　ورنہ رہ ایں درگہ بر تو کشودند
جاں در رہ دوست باز اگر میخواہی　　تو نیز چناں شوی کہ ایشاں بودند

جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو حجرے میں جا کر یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے اور میں اور اور لوگ چلے آئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ۔

مجلس ۵:

فرضی اور نفلی نمازوں کے اوقات اَوراد وغیرہ کے بیان میں

جب قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تو اس وقت مولانا محمد مساوی، مولانا منہاج الدین

Marfat.com

اور مولانا بدرالدین رحمتہ اللہ علیہم اور اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ جو نماز وقت پر ادا کی جائے۔ اس کا وصف بیان نہیں ہو سکتا۔

پھر فرمایا کہ صلوٰۃ مسعودی میں امام محمد باقر رحمتہ اللہ علیہ کی روایت سے میں نے لکھا دیکھا ہے کہ نماز وقت پر ادا کرنی چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ وقت مکروہ ہو جائے۔ اور نماز جائز نہ ہو۔

پھر فرمایا کہ میں نے حجتہ المسلمین میں لکھا دیکھا ہے کہ جو نماز وقت مقررہ پر ادا کی جائے۔ وہ معتبر اور مقبول ہوتی ہے۔ فریضہ نمازوں کے اوقات حسب ذیل ہیں۔ اوّل فجر۔ صبح صادق سے سورج نکلنے تک۔ دوم ظہر۔ دن ڈھلنے سے سایہ دو چند ہونے تک۔ سوم عصر۔ خروج ظہر سے غروب آفتاب تک۔ چہارم شام۔ غروب ہونے سے شفق زائل ہونے تک۔ پنجم عشاء۔ خروج مغرب سے لے کر صبح صادق تک ہے۔

پھر فرمایا کہ میں نے سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الحق والدّین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان گوہر فشاں سے سنا ہے کہ جو نمازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کی ہیں۔ وہ تین طرح ہیں: ایک وہ جو وقت کے متعلق ہیں۔ دوسری وہ جو سبب کے متعلق ہیں۔ اور نہ سبب کے ہر روز۔ وہ نمازیں جسب ذیل ہیں۔ پانچ فریضہ اور تین نفلی۔ ایک چاشت کی۔ دوسری اوابین۔ بعد از شام۔ خواہ آٹھ رکعت ادا کرے۔ خواہ چھ۔ ایک اور نماز ہے۔ جو ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو ادا کی جاتی ہے۔ جو نمازیں سال میں ایک مرتبہ ادا کی جاتی ہین۔ وہ حسب ذیل ہیں۔ دو عیدوں کی، تراویح کی اور شب برات کی۔

پھر زبان مبارک سے فرمایا کہ جن نمازوں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ وہ وقت کے متعلق ہیں۔ جو سبب کے متعلق ہیں۔ وہ دو ہیں۔ ایک استسقاء کی۔ دوسری کسوف وخسوف کی۔ اور جو نماز نہ وقت ے متعلق ہے۔ نہ سبب کے۔ وہ نماز تسبیح ہے۔ خواہ کسی وقت ادا کی جائے۔

پھر فرمایا کہ جو شخص شکر عمل میں بجالانا چاہے۔ اسے یہ طریق اختیار کرنا چاہیئے کہ سحر کے وقت تازہ وضو کرے اور گانہ شکر ادا کر کے تین مرتبہ یہ آیت پڑھے:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ حِيۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَحِيۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ وَلَـهُ الۡحَمۡدُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَعَشِيًّا وَّحِيۡنَ تُظۡهِرُوۡنَ يُخۡرِجُ الۡحَىَّ مِنَ الۡمَيِّتِ وَيُخۡرِجُ الۡمَيِّتَ مِنَ الۡحَىِّ

Marfat.com

وَيُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۔

پھر دو رکعت نماز سنت صبح ادا کرے۔ پہلی رکعت میں اَلَمْ نَشْرَحْ پڑھے۔ دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ۔ اس نماز سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھے۔ اللھم زدنا نورا وزو سرورنا و حضوزنا وز وطاعتنا وزدوزو نعمتنا ومحبتنا وزوعشقنا وزوشو قنا وزوزوقنا وزومعر فتنا وحالتنا وزوحولنا وزوالسنا وزد علمنا وزو حلمنا وزوقو تنا بحرمت جميع حرون القراٰن و بحرمته محمد صلى الله عليه وسلم برحمتك يا ارحم الراحمين ۔

اور طلوع آفتاب تک اس وقت کو غنیمت سمجھے۔ پھر نماز اشراق ادا کرے۔ اور یادِ الٰہی میں مشغول رہے۔ پھر چاشت کے وقت بارہ رکعت تین سلاموں سے اس طرح ادا کرے۔ کہ پہلی چار رکعتوں میں چاروں "اِنَّا" پڑھے پہلی رکعت میں انا اوصینا دوسری میں انا ارسلنا ۔ تیسری میں انا انزلنا اور چوتھی میں انا اعصینک پڑھے۔ دوسری چار رکعتوں میں سے پہلی میں والشمس دوسری میں واللیل۔ تیسری میں والضحی اور چوتھی میں الم نشرح پڑھے۔ اور باقی کی چار رکعتوں میں چاروں قل پڑھے۔ پھر جب سایہ ڈھلے۔ تو چار رکعت نماز فی الزوال ادا کرے۔ اور ظہر کی چاروں سنتوں میں چاروں قل پڑھے۔ پھر فرمایا کہ حجتہ الاسلام میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ کو شخص عصر کی نماز کے بعد پانچ مرتبہ سورۂ عم پڑھے۔ وہ حق تعالیٰ کی محبت کا اسیر ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ شیخ الاسلام خواجہ محمد چشتی قدس اللہ سرہ العزیز سے منقول ہے کہ نماز شام کے بعد بیس رکعت نماز اوابین ادا کرے اور اس میں جو کچھ وہ جانتا ہو۔ پڑھے۔ اور پھر سر بسجود ہو کر تین مرتبہ یہ کہے اللھمہ ارزقنی توبته تو جب محبتك فی قلبی یا مجیب التوابین ۔ پھر دو رکعت حفظ الایمان اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سات مرتبہ سورۂ اخلاص اور ایک مرتبہ سورۃ الناس پڑھے۔ پھر سر بسجود ہو کر تین مرتبہ کہے یاحیُّ یا قیوم ثبتنیٓ علی الایمان امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان اس کے نصیب کرے گا۔ اور اس کا جو دم گزرے گا۔ کفایت سے گزرے گا۔

بعد ازاں فرمایا کہ میں نے اسرار الاولیاء میں لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص عشاء کے بعد دو

Marfat.com

رکعت نماز روشنائی چشم کے لئے اس طرح ادا کرے۔ کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد انا اعطینك تین مرتبہ پڑھے۔ اور پھر بسجود ہو کر یہ کہے۔ مستغنی لسمعی و بصری واجعلھا الوارث ۔ تو اس کی بنیائی ایسی تیز ہو جاتی ہے کہ دن کو ستارے دیکھنے لگتا ہے۔

پھر فرمایا کہ میں نے سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والدین سرہ لعزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ جو شخص آدھی رات کو اٹھ کر تازہ وضو کرے۔ اور پھر چار رکعت صلوٰۃ العاشقین اس طرح ادا کرے۔ کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد تین مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد پانچ مرتبہ اخلاص۔ تیسری رکعت میں اٰمَنَ الرَّسُوْلُ تین مرتبہ اور چوتھی رکعت میں اخلاص تین مرتبہ۔ پھر سلام کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم یا مسبب الا سباب و یا مفتح الابواب یا مقلب القلوب والا بصار یا دلیل المتحیرین ارشد نی و یا غیاث المستغیثین اغثنی تو کلت علیك یا رب افوض امری الیك یا رب ارجوك ولا قوۃ الا با للہ العلی العظیم وایاك نستعین بر حمتك یا ارحم الرّٰحمین

پھر فرمایا کہ بیداریٔ شب میں اختلاف ہے۔ بعض مشائخ رات کے پہلے حصے میں بیدار رہتے ہیں۔ اور بعض پہلے حصے میں سو جاتے ہیں اور آدھی رات کو اٹھ کر یاد الٰہی میں مشغول ہوتے ہیں لیکن عمدہ طریقہ بھی یہی ہے۔ چنانچہ شیخ المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی یہ عادت تھی کہ آدھی رات کو جاگتے۔ مؤذن موجود ہوتا۔ اسی وقت عشاء کی نماز ادا کرتے۔ اور پھر صبح صادق تک بیدار رہتے۔ اور سارا وقت قرآن شریف کی تلاوت، نماز، ذکر اور فکر میں بسر کرتے۔

بعد ازاں فرمایا کہ پہلے مشائخ نے اسی طرح کام کیا ہے۔ تب کہیں قرب الٰہی حاصل کیا ہے۔ اگرچہ فیض الٰہی نازل ہوتا ہے۔ لیکن اپنی طرف سے کما حقہٗ کوشش کرنی چاہیئے۔

گرچہ ایزد دہد ہدایت دین ۔۔۔ سالک را اجتہاد باید کرد
نامۂ کاں بحشر خواہی خواند ۔۔۔ ہم ازینجا سوا د باید کرد

جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو نماز میں مشغول ہو گئے۔ اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

Marfat.com

مجلس ۶

قرآن مجید کی تلاوت اور اسے حفظ کرنے کے بیان میں

قرآن شریف کی تلاوت کے بارے میں ذکر ہو رہا تھا۔ جب قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت اہل سلوک بھی حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! قرآن شریف کی تلاوت کرنا تمام عبادتوں سے افضل اور بہتر ہے۔ دنیا اور آخرت اور جو کچھ بھی ان میں ہے۔ سب سے بہتر قرآنی تلاوت ہے، جب صورت یہ ہے۔ تو انسان کو ایسی نعمت سے غافل نہیں رہنا چاہیے اور اپنے آپ کو محروم نہیں رکھنا چاہیے۔

پھر فرمایا کہ میں نے حجتہ الاسلام میں لکھا دیکھا ہے کہ جس دل میں قرآن شریف آتا ہے۔ وہ گناہ اور حرص سے پاک ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ میں نے سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ قرآن شریف کی تلاوت میں دو فائدے ہیں۔ ایک حظ چشم یعنی آنکھ کی روشنائی کبھی کم نہیں ہوتی اور نہ آنکھ درد کرتی ہے۔ دوسرے ہر وقت کی تلاوت سے ہزار سالہ عبادت کا ثواب اعمالنامے میں لکھا جاتا ہے۔ اور اسی قدر بدیاں دور کی جاتی ہیں۔

پھر فرمایا کہ مصباح الارواح میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ جب حافظ قرآن فوت ہو جاتا ہے۔ تو اس کی جان نوری قندیل میں ڈال کر ہزار بار انوارِ تجلی سے قرب الٰہی نصیب کرتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ قیامت کے دن حافظ قرآن (آمنا وصدقنا) بہشت میں جائیں گے۔ اور ہر ایک کو الگ الگ تجلی ہوگی۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن تمام انبیاء اور اولیاء کو یکبارگی تجلی ہوگی۔ میں نے عرض کی کہ اگر یاد نہ ہو سکے۔ تو دیکھ کر پڑھنے کی بابت کیا حکم ہے؟ فرمایا۔ اچھا ہے۔ اس میں آنکھوں کو بھی حظ حاصل ہوتا ہے۔ اور ہر حرف کے بدلے سو سال کی عبادت کا ثواب اسکے اعمال نامہ میں لکھا جاتا ہے۔

Marfat.com

پھر فرمایا کہ میں نے دلیل السالکین میں لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ مجھے حفظ نصیب ہو۔ تو اسے سورۂ یوسف ہمیشہ پڑھنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے حفظ اس کے نصیب کرتا ہے۔

پھر فرمایا کہ شیخ الاسلام شیخ معین الحق والشرع قدس اللہ سرہ العزیز سے منقول ہے کہ شیخ الاسلام خواجہ ابو یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ کو قرآن حفظ نہ تھا۔ اس وجہ سے متردد خاطر رہتے تھے۔ ایک رات خواب میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا کہ متیحر کیوں رہتے ہو؟ عرض کی کہ قرآن شریف حفظ کرنے کی خاطر۔ فرمایا۔ سورۂ یوسف پڑھا کرو انشاءَ اللہ حفظ ہو جائے گا۔ اور آخر عمر میں ہر روز پانچ مرتبہ قرآن شریف پڑھ کر پھر کسی کام میں مشغول ہوتے۔

پھر فرمایا۔ اے درویش! شیخ الاسلام قطب الحق والدین قدس اللہ سرہ لعزیز کو ابتداء میں قرآن شریف حفظ نہ تھا۔ اس وجہ سے آپ متردد خاطر رہا کرتے تھے۔ ایک رات جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھ کر پائے مبارک پر سر رکھ دیا۔ اور عرض کی کہ میں کچھ التماس کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا۔ کہو! میں نے عرض کی کہ مجھے قرآن شریف حفظ ہو جائے۔ فرمایا: سورۂ یوسف یاد کر کے پڑھا کرو! آپ نے سورۂ یوسف کو پڑھنا شروع کیا۔ تو تھوڑے عرصے میں اس کی برکت سے قرآن شریف حفظ ہو گیا۔

پھر فرمایا کہ جو شخص قرآن شریف حفظ کرنا چاہے۔ وہ سورۂ یوسف یاد کر کے پڑھا کرے۔ انشاءاللہ خدا تعالیٰ کی برکت سے باقی قرآن شریف بھی حفظ ہو جائیگا۔ جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو حجرے میں جا کر یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

مجلس ۷:

محبت وغیرہ کے بیان میں

محبت کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ جب قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت مولانا بدرالدین، مولانا منہاج الدین، مولانا مساوی اور میراں سیدّ محمد وغیرہ سب حاضر

Marfat.com

خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالےٰ سے محبت ہے۔ اسے غیر کی محبت سے کیا واسطہ؟

اس وسطے کہ جس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہوتی ہے۔ اس میں غیر کی محبت نہیں رہتی۔ بعدازاں فرمایا کہ میں نے انیس الارواح میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ کوئی بزرگ عالم سکر میں تھا۔ اسی حالت میں اس نے کہا۔ لیس لی سواك و لا قلبی بغیرك راغب ۔ یعنی تیرے سواء میرے کچھ نصیب نہیں۔ اور نہ میرا دل تیرے غیر کی طرف راغب ہے۔

پھر فرمایا کی محبت کا مقام تمام مقامات سے برتر ہے۔ اس مقام کے لائق وہی شخص ہوتا ہے۔ جو تمام مرادات سے فارغ ہو۔ اور جسے اللہ تعالیٰ کی طلب سے سوا کسی بات کا علم شعور ہی نہ ہو۔

پھر فرمایا کہ میں نے حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہٗ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ محبت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک محبت ذات۔ دوسری صفات۔ محبت ذات مواہب سے ہے۔ اور محبت صفات حاصل کی جاتی ہے۔ جو مواہب کے متعلق ہے۔ اسے کسب و عمل سے کچھ تعلق نہیں۔ اور جو کسب کے متعلق ہے۔ اس کے لئے محبت کی جاسکتی ہے

پھر فرمایا کہ میں نے اسرار العارفین میں لکھا دیکھا ہے کہ مبتدی محبت کی مشق کرتا ہے۔ تو چار چیزیں اسے پیش آتی ہیں۔

یعنی ۱۔ خلق، ۲۔ دنیا، ۳۔ نفس، ۴۔ اور شیطان۔

پس خلقت کے دور کرنے کا طریقہ گوشہ گیری ہے اور دنیا کو ترک کرنے کے لیے قناعت اور نفس اور شیطان کے دفعیے کے لئے دمیدم اللہ تعالیٰ سے التجاء کرنی چاہئے۔ چونکہ یہ دونوں قدیمی دشمن ہیں۔ اس لئے طالب کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے ورغلاء کر غیر کی محبت میں لا ڈالتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ میں نے مونس الارواح میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک بزرگ نے خواجہ حسن بصری علیہ الرحمتہ سے پوچھا کہ آپ کتنے عرصے میں مقام محبت پر پہنچے۔ فرمایا تین دن

Marfat.com

میں۔ پہلے روز دنیا کو ترک کیا۔ دوسرے روز آخرت کو اور تیسرے دوز مقام محبت پر پہنچ گیا۔ جب یہ بات رابعہ بصری علیہا الرحمتہ نے سنی۔ تو فرمایا۔ پہنچ تو گیا لیکن دیر بعد جب میں نے حق تعالیٰ کی محبت طلب کی۔ تو پہلے قدم میں اپنے تئیں گم کیا۔ دوسرے قدم میں آخرت کو۔ اور تیسرے قدم میں مقام محبت پر پہنچ گئی۔

پھر فرمایا کہ خاص محبت اس کا نام ہے کہ محبوبہ چیز کو دوست کی خاطر ایثار کر دے۔ جیسا کہ بہتر ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی محبت کی خاطر اپنے فرزند کو قربان کرنا چاہا۔ تو حکم ہوا کہ اے ابراہیم! تو ہماری دوستی میں ثابت قدم ہے۔ اپنے بیٹے کو چھوڑ دے۔

پھر خواجہ زار زار روئے اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آئے تو فرمایا کہ محبت میں صادق وہ ہے۔ کہ اگر اسے ذرّہ ذرّہ کر دیا جائے۔ یا آگ میں جلا دیا جائے تو ثابت قدم، رہے۔ جو ان حالتوں میں ثابت قدم نہ ہو گا تو وہ محبت میں بھی ثابت قدم نہ ہو گا۔

پھر فرمایا کہ میں نے دلیل العاشقین میں لکھا دیکھا ہے کہ خواجہ منصور حلاّج کو بازار میں لا کر سولی چڑھانے کا حکم ہوا تو آپ خود ہنسی خوشی سولی پر چڑھ گئے۔ اور خلقت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ محبت اور عشق بازی کی دو رکعتیں ہیں۔ جن کا وضو اپنے خون سے کیا جاتا ہے۔ سو وہ بھی سولی پر چڑھ کر کعتان فی العشق الوضوء لا بد منه ۔ پھر جب خواجہ شبلی علیہ الرحمتہ نے آپ سے پوچھا کہ محبت میں کمالیت کس بات کا نام ہے۔ فرمایا۔ یہ کہ ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی پر چڑھا دیا جائے تو صدق سے اپنے خون سے محبوب کے لئے چہرہ سرخ کرے۔ پہلے روز اسے قتل کریں۔ دوسرے روز جلائیں۔ اور تیسرے روز خاکستر کو بہتے پانی میں پراگندہ کریں۔ جو شخص یہ سب کچھ برداشت کرے۔ اور دم نہ مارے۔ تو سمجھو کہ وہ مقام محبت کے لائق ہے۔ پھر خواجہ صاحب زار زار روئے اور نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ ہوش میں آ کر فرمایا کہ خواجہ منصور حلاج پر ہزار رحمت کہ وہ اس دنیا سے عشق و محبت میں ثابت قدم گیا۔

پھر فرمایا کہ میں نے حسب ذیل رباعی سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنی تھی۔

Marfat.com

رباعی

آنرو زؔ مباد کز تو بیزار شوم | یا با دگرے دریں جہان یار شوم
گر بر سوئے کوئے تو مرادار کنند | خود رقص کناں بر سر آں دار شوم

پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مصر میں ایک دیوانہ تھا۔ جس کی گردن میں طوق اور زنجیر تھی۔ اور بیڑیاں پاؤں میں۔ اسی حاصل میں وہ قبرستان میں بیٹھا تھا کہ شیخ الاسلام ابوعلی قارمدی رحمتہ اللہ علیہ پاس سے گزرے۔ تو فرمایا کہ مرد خدا! ذرا ادھر آنا جب آگے بڑھا۔ تو پاس آکر کہا۔ جب آج رات یادِ الٰہی میں مشغول ہو۔ تو دوست کو میرا یہ پیغام دینا کہ میرا گناہ صرف یہی تھا کہ میں نے ایک مرتبہ کہا تھا۔ کہ میں تجھے دوست رکھتا ہوں۔ سو اس کے عوض تو نے مجھے طوق اور زنجیر اور بیڑیوں پہنائیں۔ مجھے تیرے عزّ وجلال کی قسم! کہ اگر تو ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کی مصیبتوں کو طوق بنا کر میرے گلے میں ڈال دے۔ اور تمام جہان کو بیڑیاں بنا کے میرے پاؤں میں پہنا دے۔ تو بھی تیری محبت میرے دل سے ذرّہ بھر کم نہ ہوگی خواجہ صاحب اس بات پر زار زار روئے۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ کوئی بزرگ بیابان میں سے جارہا تھا۔ وہاں پر گرمی کے موسم میں دوپہر کے وقت ایک شخص کر پتھر پر ننگے پاؤں کھڑا دیکھا۔ جو آسمان کی طرف ٹکٹکی لگائے ہوئے حیران تھا۔ اس بزرگ نے اپنے دل میں کہا کہ یہ استغراق کیا ہی اعلیٰ درجے کا ہے۔ جب آگے بڑھ کر اپنی آنکھیں اس مرد کے قدموں پر رکھیں۔ تو اس نے ہوش میں اگر اس بزرگ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا کہ اے عزیز! بس کر اتنا ہی کافی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میں تجھ سے گفتگو کروں۔ اور دوست کو غیرت آئے۔ اور تجھے میرے پاس رہنے دے۔ یہ کہہ کر پھر عالم تحیرّ میں محو ہوگیا۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا کہ محبت اور عزت ایک ہی درخت کا پھل ہیں۔ جتنی محبت زیادہ ہوگی۔ اتنی عزت زیادہ ہوگی۔

پھر عالم تحیر کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ عالم تحیرّ بہت اعلیٰ ہے اس میں وہی محو ہوتا ہے۔ جس کے نصیب میں ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ جس شخص کو عالم تحیر میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ وہ ہر وقت متحیر، مدہوش اور قدرت حق کی آفرینش میں ہوتا

11536

Marfat.com

ہے۔ اگر کھڑا ہے۔ تو بھی دوست کی یاد میں۔ اگر بیٹھا ہے۔ تو بھی اسی کی یاد میں اگر لیٹا ہوا ہے۔ تو بھی دوست کی قدرت وعظمت کا تماشہ کررہا ہے۔ اگر بیدار ہے۔ تو بھی دوست کے حجابِ عظمت کے گرد ہے۔ پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہوکر رباعی مناسب حال بیان فرمائی۔

رباعی

عاشق بہ ہوائے دوست مد ہوش بود
وز یادِ محبت خویش بے ہوش بود
فردا کہ ہمہ بحشر حیران باشند
نام تو درونِ در جوش بود

بعدازاں فرمایا کہ جب اہل تحیرّ صبح کی نماز ادا کرتے ہیں۔ تو سورج نکلنے تک وہیں ٹھیرے رہتے ہیں۔ اس سے ان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ دوست کی نظر میں مقبول ہو جائیں۔

پھر فرمایا کہ دلیل العارفین میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ کوئی بزرگ عالم سکر میں آسمان کی طرف آنکھیں جمائے عالم سکر میں کھڑا تھا۔ اس حالت میں کیا دیکھتا ہے کہ عرش سے کرسی اور کرسی سے عرش تک پوچھ رہا ہے۔ کہ تیری کیا حالت ہے؟ بزرگ یہ دیکھ کر نعرہ مار کر بے ہوش ہوکر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا تو پاس کھڑے ہوئے ایک مرید نے پوچھا۔ یا شیخ! یہ کیا حالت ہے؟ اور اتنا خوف کس وجہ سے ہے؟ فرمایا۔ اے عزیز! حیرانی معاملہ تحیرّ میں ہے۔ اس وقت میں عالم سکر میں تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ عرش کرسی سے اور کرسی عرش ہے یہ سوال کرتی ہے کہ تیرا کیا حال ہے؟ پس مجھے معلوم ہوگیا کہ عرش سے فرش تک جو چیز پیدا کی گئی ہے۔ وہ سب اوصاف الٰہی میں متحیرّ ہے۔ اور عالم تحیرّ میں ہے۔ اسی واسطے میں مارے ڈر کے کانپ اٹھا۔ جب خواجہ صاحب اس بات پر پہنچے تو آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ حیرانی معاملہ تحیرّ میں ہے۔ پھر نظامی گنجوی علیہ الرحمتہ کا حسب ذیل شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

نظامی! ایں چہ اسرار است کز خاطر عیاں کردی
کسے راترس جنباند زباں درکش زباں درکش

جب خواجہ صاحب نے یہ شعر پڑھا۔ تو میں نے آداب بجالاکر التماس کی کہ مجھے شیخ

Marfat.com

الاسلام حضرت خواجہ معین الدین قدس اللہ سرہ العزیز کا قول یاد آیا ہے۔ اگر حکم ہو تو پڑھوں؟ فرمایا پڑھو!

نظم

از مطلع دل علم یک لمحہ ازر خسا۔ راو ۔ ذرہ ذرہ ہستیم در پردہ انوارِ او
با آنکہ ذرات تنم ہر یک ہزاراں دیدہ شد ۔ یک ذرہ ہم دیدہ نشد از پرتو رخسارا و
حسنش چو آید حلوہ گر طاقت ندارد چشم سر ۔ از دیدہ دل کن نظر تا بنگری دیدار او
بگزار کوئے آب و گل در آبقصرِ جان و دل ۔ با سرے خود متصل سرے ہم ازا سرار او
اظہار حُسن دلبرے مبیں زہرمہ پیکرے ۔ پیداست اور ہر مظہرے آں حسن آن اظہار او
خواجہ کنند در خود نظر اندیشہ سازد از بشر ۔ بازش کنند زیر وزیر حیرانم اندو کارِ او
پرشد جہاں یکسر از وشد بیک و بد مظہر از و ۔ مومن از و کا فراز و درقید او زونارِ او
تر سا بسولش لشا فتہ پواز چلیپا یا فتہ ۔ ولفِ تو بر ہم تافتہ آں حلقۂ زُنا رِاو
مسکین معین و یک غزل برخواند اسرارِ ازل ۔ بشنو کلام لایزل درکسوتِ گفتار او

جب میں (مصنف کتاب) نے یہ غزل پڑھی۔ تو خواجہ صاحب زار زار روئے اور فرمایا کہ اے درویش! مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ پھر بہت تعریف کی۔ اور بارانی جبّہ اور چار ترکی کلاہ عنایت فرمائے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

شکر انہ ہزار دینار دہند
باشیخ گلیم ہر کرا بار دہند

پھر زبان مبارک سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دلوں کی بخوبی دیکھتا اور جانتا ہے۔ جو کچھ تو دیکھ رہا ہے۔ سب اسی کا ظہور ہے۔ جب خواجہ صاحب ان فوائد کو ختم کر چکے۔ تو نماز میں مشغول ہو گئے۔ میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

Marfat.com

مجلس ۸:

سَماع وغیرہ کے بیان میں

سماع وغیرہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جب پابوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت مولانا محمد مساوی، مولانا محمد قیام الدین اور مولانا بدرالدین صاحب حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ میں نے حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ سماع کی چار قسمیں ہیں۔ ایک حلال دوسری حرام، تیسری مکروہ، چوتھی مباح۔ پھر ہر ایک کی شرح یوں بیان فرمائی۔ کہ اگر صاحب وجد کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ ہو تو مباح ہے۔ اگر مجاز کی طرف ہو تو مکروہ ہے۔ اگر دل بالکل اللہ تعالیٰ کی طرف ہے تو حلال ہے اگر بالکل مجاز کی طرف ہو تو حرام ہے۔

پھر فرمایا کہ جو آواز موزوں ہے۔ وہ کس طرح حرام ہو سکتی ہے؟ شیخ الاسلام خواجہ معین الحق ولشرع والدین قدس اللہ سرہ العزیز سماع کے بارے میں فرماتے ہیں کہ سماع ایک سِر حق ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: اَلَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ هَدٰاهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَاب ۔ جب حیوانی خصلتیں جو ذات عالم میں ہیں۔ اس کی ذات سے مبدل ہو جاتی ہیں۔ اور انسانی خصلتیں اس کے دل پر غالب آتی ہیں۔ تو عشق کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ اور ہیبت سے جنبش شروع ہو جاتی ہے۔ اس وقت باطنی اسرار کا کشف اسے حاصل ہو جاتا ہے۔ جس کے ذوق سے وہ رقص کرنے لگتا ہے۔ چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔

گر عروسِ سبز پوش مرا روے بنماید
لا جرم طاؤسِ دِل در رقص آید

اسی کے مناسب ہندی زبان میں فرمایا۔

بھاگ نہا کی سا ساجن پیون ہو پایا
رہسی تا چوں سور چوں جب شہ گھر آیا

Marfat.com

بعد ازاں فرمایا کہ صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ ایک لونڈی ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے روبرو دف بجارہی تھی۔ اور گارہی تھی۔ امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منع فرمایا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں منع نہ کرو۔ اسی حالت میں رہنے دو۔ کیونکہ ہر قوم کی عید ہوا کرتی ہے۔

پھر فرمایا کہ عوارف میں لکھا دیکھا ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میرے روبرو سرود کیا جارہا تھا۔ کہ اتنے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بغیر منع فرمائے بیٹھ گئے۔ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سرود سن رہے ہیں۔ اور رو رہے ہیں۔ تو آپ بھی رونے لگے۔ پھر امیر المؤمنین عثمان اور علی رضی اللہ عنہما آئے جب سرود سنا تو وہ بھی رونے لگے۔ پھر جب نماز کا وقت ہوا۔ تو ظہر کی نماز وضو کر کے ادا کی۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ کسی عالم نے حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والدین واس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں آکر کہا کہ یہ کب جائز ہے کہ مجمع میں دف اور بانسریاں بجائی جائیں۔ سماع سنا جائے اور صوفی رقص کریں۔ آپ نے فرمایا کہ سماع نہ تو مطلق حرام ہے۔ اور نہ مطلق حلال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعض کے لئے حلال کیا ہے۔ اور بعض کے لئے حرام۔ جن کے لئے حرام ہے۔ انہیں نہیں سننی چاہیے۔ لیکن جن کے لئے حلال ہے۔ انہیں کوشش کرنی چاہیے۔ کہ مزامیر (بانسریاں) وغیرہ کے بارے میں احتیاط اور منع کا حکم بے شک ہے۔ لیکن جب کوئی شخص اپنے مقام سے گرے۔ تو شرع میں گرے۔ اور اگر شرع سے بھی گر جائے گا۔ تو پھر اس کا ٹھکانہ نہیں۔

پھر فرمایا کہ سماع دردمندوں کے لئے بمنزلہ علاج ہے۔ جس طرح ظاہری درد کے لئے علاج ہوتا ہے۔ اسی طرح باطنی درد کے لئے سماع کے سوا اور کوئی علاج نہیں۔ امام اعظم کوفی رحمتہ اللہ علیہ کے قول کے مطابق شریع میں نفس کے ہلاک کرنے کا حکم نہیں آیا اور نہ ہی جائز ہے۔ پس اس قسم کا سماع پر غم اور اہل درد کے لئے مباح ہے۔ اور بے دردوں اور اہل نفس وغیرہ کے لئے شریعت اور طریقت دونوں میں حرام ہے۔ جیسا کہ شیخ سعدی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

جہاں بر سماع است مستی و شور ولیکن چہ بیند در آئینہ نور

پر یشاں شود گل بیاد سحر نہ ہیزم کہ نشگافدش جز تبر

بعدازاں مناسب موقعہ کے یہ حکایت فرمائی۔ کہ اصفہان کے بادشاہ کا صرف ایک ہی لڑکا تھا۔ جس سے وہ بہت پیار کیا کرتا تھا۔ ہر وقت اس کو نظر کے سامنے رکھتا ایک دم کے لئے بھی جدا نہ کرتا۔ اتفاقاً ایک روز باشاہ محل سے کہیں گیا ہوا تھا۔ بادشاہ کے لڑکے نے فرصت پا کر سیر کی ٹھانی۔ راہ میں سرود کی جو آواز سنی تو نعرہ مار کر گھوڑے سے گر پڑا۔ خدمت گار ہاتھوں ہاتھ اسے گھر لے آئے۔ اسے بیماری لاحق ہوگئی۔ ملک بھر کے حکیموں کو بلا کر تشخیص کرائی گئی لیکن کچھ معلوم نہ ہوا کہ مرض کیا ہے۔ سب نے متفق ہو کر کہا کہ اس کی بیماری کا کچھ پتہ نہیں لگتا۔ اس بیماری کا اثر شہزادے پر یہ ہوا کہ کچھ نہ کھاتا نہ پیتا نہ بولتا۔ بے ہوش اور متحیر رہتا۔ جب کبھی ہوش سنبھالتا۔ صرف اتنا کہتا۔ کہ اندر جلتا ہے۔ یہ کہہ کر پھر بے ہوش ہو جاتا۔ آخر وہ اسی مرض سے فوت ہو گیا۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کا پیٹ پھاڑ کر دیکھو کہ اسے کیا بیماری تھی۔ کیونکہ وہ یہی کہتا تھا کہ میرا اندر جل گیا۔ ہے۔ آخر جب پیٹ پھاڑا گیا۔ تو اس میں سے ایک سرخ پتھر نکلا، جب حکیموں اور طبیبوں کو دکھلایا گیا۔ تو سب نے متفق ہو کر کہا۔ کہ ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کیونکہ اس کا ذکر ہماری طب کی کتابوں میں کہیں نہیں آتا۔ چونکہ بادشاہ کو شہزادے سے بری الفت تھی۔ کہا کہ اس پتھر کے دو نگینے بناؤ۔ بنوا کر ایک پہن لیا۔ اور دوسرا رکھ چھوڑا۔ جب چند روز بعد ماتم سے فارغ ہوا۔ تو ایک روز سرُ ود سن رہا تھا کہ وہ نگینہ پگھل کر خون بن گیا۔ بادشاہ! یہ دیکھ کر حیران رہ گیا طبیبوں اور حکیموں کو بلا کر وجہ دریافت کی۔ انہوں نے کہا اے بادشاہ! تیرا لڑکا عاشق تھا۔ ہمیں معلوم نہ تھا۔ ورنہ ہم کہتے کہ اسے راگ سناؤ۔ اگر سرود سنایا جاتا۔ تو یہ پتھر اس کے شکم میں پگھل کر خون بن جاتا۔ اور اسے صحت ہو جاتی۔

خرم تنے کہ جاں بد ہد از برائے یار
اقبال آں سرے کہ شو د پائمالِ دوست

بادشاہ نے حکم دیا کہ دوسرا نگینہ خزانے سے لایا جائے۔ جب لایا گیا تو ہاتھ میں پہن کر قوالوں کو سرود کا حکم دیا۔ جب سرود شروع ہوا تو لوگوں کی نگاہیں اِس نگینے پر جمی ہوئی

Marfat.com

تھیں۔ سرود کی آواز سے نگینہ پگھلنے لگا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے خون بن گیا۔ بعدازاں خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سماع دردمندوں کا علاج ہے۔

پھر فرمایا کہ اگر انسان صاحب ذوق و درد ہے۔ تو قوال کا ایک شعر ہی اس کے لئے کافی ہے۔ خواہ ساتھ بانسریاں وغیرہ ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن جسے ذوق درد کی خبر ہی نہیں اس کے دو برو خواہ کتنے چنگ، دف اور مزامیر بجائے جائیں۔ اس پر کچھ اثر نہ ہوگا۔

پس معلوم ہوا کہ یہ کام درد کے متعلق ہے۔ نہ کہ ساز و سامان کے۔ جب خواجہ صاحب یہ بیان کر چکے۔ تو ایک آدمی نے کہا (اور قوال کی طرف اشاہ کیا) کہ عزیز حاضر ہیں۔ کچھ کہو رحمۃ اللہ علیہ۔ جب قوال نے سماع شروع کیا۔ تو مولانا محمد مساوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ اُٹھ کر رقص کرنے لگے۔ ظہر کی نماز سے عصر کی نماز تک رقص کرتے رہے۔ قوالوں نے یہ قصیدہ گایا تھا۔

قصیدہ

عشق در پردہ ے نواز و ساز	عاشق کو کہ بشنو آواز
ہر نقل نغمہ دیگر ساز	ہر زماں زخمہ کند آغاز
رازِ اُو از جہاں بروں اُفتاد	خود صدا کسے لنگاہ دارد باز
سِرّ اُو ہر زماں ہر روز	خود تو بشنو کہ من نیم غماز

جب سماع ختم ہوا۔ تو عصر کا وقت تھا۔ وضو کر کے نماز ادا کی گئی۔ پھر خواجہ صاحب جماعت خانہ کے صحن میں بیٹھے۔ مولانا منہاج الدین رحمۃ اللہ علیہ، مولانا قیام الدین رحمۃ اللہ علیہ اور اور عزیز صاحبان حاضر خدمت تھے۔ کمال نام قوال نے پھر سرود شروع کیا۔ خواجہ صاحب رقص کرنے لگے اور رونے لگے جس کا اثر حاضرین پر بھی ہوا۔ جب سماع ختم ہوا۔ تو سارے عزیزوں نے خواجہ صاحب کی قدمبوسی کی۔ قوالوں نے یہ قصیدہ گایا تھا۔

قصیدہ

غم گز تو دارم بہ پیش کہ گوئیم	دوائے دل درد مند از کہ جوئیم
اگر کشتہ گر دم بشمشیر عشقت	بہ پیش کس ایں ماخرا را بگوئیم
طبیبم تو باشی علاج از کہ خواہم	اسیر تو باشم خلاص از کہ جوئیم

Marfat.com

زسعدی چہ جویم کہ گوئیم چہ جوئیم   غمے کز تو دارم بہ پیش کہ گوئیم

عصر کی نماز سے لے کر تہجد کی نماز تک خواجہ صاحب رقص کرتے رہے۔ جب نماز کا وقت ہوتا۔ تو وضو کر کے ادا کر لیتے۔ اور پھر مشغول ہو جاتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

بعد ازاں ایام بیض کے بارے میں زبان مبارک سے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام کو بہشت سے دنیا میں بھیجا گیا۔ تو جناب کا سارا وجود مبارک سیاہ ہو گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاء قبول فرمائی۔ تو حکم ہوا کہ ہر مہینے کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں کو روزہ رکھا کر۔ پہلے روز جب روزہ رکھا۔ تو تیسرا حصہ وجود کا سفید ہو گیا۔ دوسرا روزہ رکھنے سے دوسری تہائی بھی سفید ہو گئی۔ اور تیسرے روز سارا وجود سفید ہو گیا۔

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ میں نے دلیل العارفین میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ کسی آدمی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایام بیض کے بارے میں پوچھا۔ تو فرمایا کہ ہر مہینے کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھوں کو روزہ رکھنا ایسا ہے۔ کہ گویا سارا سال روزہ رکھتا ہے۔

پھر فرمایا کہ میں نے حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہ لعزیز کی زبان مبارک سنا ہے کہ شیخ الاسلام خواجہ محمد چشتی قدس اللہ سرہ العزیز کے اوراد میں لکھا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو شخص ہر مہینے میں تین روزے رکھتا ہے۔ گویا وہ سارسال تمام روزے رکھتا ہے۔ اور قیامت کے دن (اٰمنا و صدقنا) ستر آدمی اس کی خاطر بخشے جائیں گے۔ اور جب قبر سے اس کا حشر ہو گا۔ تو اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہو گا۔ جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو حجرے میں جا کر یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ اور میں اور لوگ واپس چلے آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

مجلس ۹:

کھانا کھلانے کی فضیلت کے بیان میں

کھانا کھلانے کی فضیلت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جب قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تو اس وقت مولانا زین الدین، مولانا بدر الدین اور مولانا منہاج الدین رحمتہ

Marfat.com

اللہ علیہم اور اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا ہر ایک مذہب میں پسندیدہ ہے۔ اور اس سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں۔ کہ بھوکوں کو سیر کیا جائے۔ اور انہیں آرام دے کر ان کے دل راضی کئے جائیں۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے شیخ الاسلام ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا۔ کہ مجھے دکھائیں کہ حق تعالیٰ کی کتنی راہیں ہیں۔ فرمایا۔ موجودات کے ہر ذرہ کی تعداد کے برابر۔ لیکن ان میں سب سے نزدیک کی راہ لوگوں کے دلوں کو آرام پہنچانا ہے۔

پھر فرمایا کہ دلیل السالکین میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور رابعہ بصری ایک ہی جگہ بیٹھے تھے۔ اور سلوک کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے پوچھا کہ اس راہ میں کمالیت کس بات کا نام ہے۔ خواجہ صاحبؒ نے پانی پر مصلیٰ بچھا کر نماز ادا کی۔ بعد ازاں خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ رابعہ رحمۃ اللہ علیہا یہ مثل ہے کہ اگر تو پانی پر چلے گا۔ تو تنکا ہے۔ اگر ہوا میں اُڑے گا۔ تو مکھی ہے۔ اگر کسی کے دل کو راضی کرے گا۔ تو کچھ ہوگا۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہا ایک مرتبہ کچھ قلندر سلطان المشائخ شیخ نظام الحق و الشرع والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں آئے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ یا شیخ! براہ کرم مجھے کوئی کرامت دکھایئے گا۔ خواجہ صاحب نے خادم کو کھانا لانے کا حکم دیا۔ جب کھانا لایا گیا۔ اور قلندروں کو دیا گیا۔ تو اس قلندر نے پھر کہا کہ یا شیخ! میں کھانے کو کیا کروں؟ مجھے کوئی کرامت دکھائیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ برخوردار! یہی کھانا ہی کرامت ہے۔ اسے کھالے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی کرامت نہیں۔ جب قلندروں نے یہ بات سنی۔ تو آداب جالائے اور کھانا کھا کر چلے گئے۔

پھر فرمایا کہ حجتہ الاسلام میں لکھا ہے کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدمت میں حاضر ہوتے۔ تو کچھ نہ کچھ کھا کر وہاں سے جاتے۔

پھر فرمایا کہ انس بن مالک روایت فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ کہ خدا کی راہ میں روٹی دینا بہتر ہے۔ یا سو رکعت نماز ادا کرنا۔ فرمایا۔ روٹی دینا بہتر ہے۔ پھر پوچھا کہ مسلمانوں کی حاجت کا پورا کرنا بہتر ہے۔ یا

Marfat.com

سو رکعت نماز ادا کرنی ؟ فرمایا مسلمانوں کی حاجت کا پورا کرنا بہتر ہے۔

پھر فرمایا کہ کوئی چیز افضل اور بڑھ کر اس سے نہیں کہ کسی کے دل کو راحت پہنچائی جائے۔ یہ سب عبادتوں سے افضل ہے۔ جب خواجہ صاحب ان فوائد کو ختم کر چکے۔ تو نماز میں مشغول ہو گئے۔ اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ

مجلس ۱۰:

دنیا وغیرہ کی ترک کے بیان میں

دنیا کو ترک کرنے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جب پا بوسی کا شرف حاصل ہوا تو اور عزیز بھی حاضر خدمت تھے۔ مثلاً مولانا منہاج الدین، مولانا قیام الدین اور مولانا بدرالدین علیہ الرحمتہ۔ خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! اہل دنیا پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔

پھر فرمایا کہ راہ سلوک میں جب تک درویش محبت کے مصقلہ سے دنیاوی زنگار دلی آئینے کو صاف نہ کرلیں۔ اور ذکر الٰہی سے مانوس نہ ہو جائیں اور غیر کی ہستی کو بیچ میں سے نہ مٹادیں۔ وہ کبھی خدا رسید نہیں ہو سکتے۔ اگر ایسا نہ کریں تو حق تعالیٰ سے یگانہ نہیں ہو سکتے۔

پھر فرمایا کہ پھر میں نے حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہ لعزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ حب الدنيا رأس كل خطيئة وترك الدنيا رأس كل عبادة ۔ یعنی دنیا کی دوستی تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ اور دنیا کا ترک تمام نیکیوں کا سر ہے۔

بعدازاں فرمایا کہ زادالمحسنین میں لکھا ہے۔ کہ تمام بدیاں ایک مکان میں جمع کر کے اس کی چابی دنیاوی محبت کو بنایا ہے۔ اور تمام نیکیاں ایک مکان میں اکٹھی کر کے اس کی چابیاں دنیاوی ترک کو بنایا ہے۔

پھر فرمایا کہ شیخ الاسلام عبداللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ اپنے رسالے میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان دنیا سے بڑھ کر اور کوئی حجاب نہیں۔ اس واسطے کہ جس قدر دنیا

Marfat.com

سے دل لگائے گا۔ اسی قدر حق تعالیٰ سے دور رہے گا۔

پھر فرمایا کہ ایک حکیم چند روز بھوکا رہا۔ کچھ نہ کھایا پیا۔ جب پانی کے کنارے پہنچا تو وہاں انگور کے پتے توڑ کر کھانے شروع کئے۔ اسی وقت اہل دنیا نے گھوڑے سے اتر کر اس کی بڑی تعظیم وتکریم کی۔ اور کہا کہ آپ ہمارے بادشاہ کی ملازمت کریں تو پتے کھانے سے بچ جائیں۔ حکیم نے کہا کہ اگر تو پتوں پر قناعت کرے۔ تو بادشاہ کی صحبت اور دنیاوی آرزوؤں سے تیری خلاصی ہو جائے۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ راہ سلوک میں درویش وہی کہلا سکتا ہے۔ کہ جس کے دل میں یاد حق کے سواء اور کوئی خیال نہ آئے۔ اور نہ کسی چیز میں مشغول ہووے۔ اور نہ ہی اہل دنیا سے میل جول رکھے۔ میں (مصنف کتاب) نے التماس کی کہ بندہ نے چند فوائد اپنے فائدے کیا لئے لکھے ہیں۔ ورنہ اس بیچارے کی کیا مجال ہے کہ کوئی کتاب تالیف کر سکے۔ فرمایا۔ اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے؟ کہ جو کچھ اپنے شیخ کی زبان سے سنے اسے قلمبند کرے۔ خود بھی اس سے فائدہ اٹھائے اور دوسروں کو بھی پہنچائے۔ اس واسطے کہ میں نے اپنے شیخ صاحب کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اخیر الخیر المتعدی۔ ''یعنی سب سے عمدہ نیکی وہ ہے۔ جس سے وہ خود بھی فائدہ اٹھائے اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائے۔ فقط۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

ہماری چند دیگر مطبوعات

7598

ناشر
اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 7352022

Marfat.com